لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ز احسان خدا است
پردۂ ناموس دین مصطفیٰ است

علامہ اقبال اور ردِّ مرزائیت

مؤلف

مفتی سجاد علی فیضی

ناشر: تحریک فدایانِ ختم نبوت پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علامہ اقبال
اور
ردّ مرزائیت

مصنف

محقق اہلسنّت علامہ سجاد علی فیضیؔ صاحب

مدرس و ناظم تعلیمات دار العلوم جامعہ فیضیہ

تاندلیانوالہ (فیصل آباد پاکستان)

نام کتاب ...... علامہ اقبال اور ردِّ مرزائیت

مصنف ...... فاضل نوجوان حضرتِ علامہ ابو السعید سجاد علی فیضیؔ صاحب

نظر ثانی مولانا عمران فیضیؔ

تاریخ اشاعت اوّل ...... صفر المظفر ۱۴۴۳ھ/ ۲۰۲۱ء

صفحات 48

تعداد 1100

پرنٹرز سبحان کمپیوٹرز اینڈ پرنٹرز فیصل آباد 0301-7008928

ملنے کے پتے

- ...... دار العلوم جامعہ فیضیہ تاندلیانوالا فیصل آباد فون نمبر:0332-3409714
- ...... مکتبہ شہید ختم نبوت، جامعہ اکبریہ فیض العلوم اکبر آباد کوٹلی میانی شریف (گوجرانوالہ)
  فون نمبر:0333-3333044
- ...... المدینہ لائبریری P-90 بازار نمبر 2 مرضی پورہ نڑ والا روڈ فیصل آباد
  فون نمبر:0321-7031640
- ...... جامعہ حنفیہ ۴۳۷ گ۔ب کرول سمندری (فیصل آباد)
  فون نمبر:0344-8672550

الاہتداء

ہدیۂ عقیدت برائے

قطب الاقطاب، آفتاب نقشبندیت، غوث زماں، حضور قبلۂ عالم (راقم کے دادا مرشد)

حضرت پیر سید **فیض محمد شاہ** صاحب المعروف پیر قندھاری رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۴ گ ب فیض آباد شریف تاندلیانوالہ فیصل آباد

و

حاجی الحرمین، غریب نواز، نقش قندھاری

حضرت پیر سید **حسین علی شاہ** صاحب قندھاری رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۴ گ ب فیض آباد شریف تاندلیانوالہ فیصل آباد

و

سیدی و مرشدی، امین و قاسم فیض قندھاری شیخ کامل

حضرت پیر سید **اکبر علی شاہ** صاحب گیلانی مدظلہ العالی

(کوٹلی میانی شریف، گوجرانوالہ)

و

قاطع مرزائیت، معمار مجاہدین ختم نبوت، اجمل العلماء سند الفضلاء، شہیدِ ختمِ نبوت سیدی و مولائی واستاذی

حضرت علامہ صاحبزادہ پیر سید **محمد اجمل گیلانی** نقشبندی قادری رحمۃ اللہ علیہ

اکبر آباد کوٹلی میانی شریف (گوجرانوالہ)

پیش لفظ

''فتنہ مرزائیت کا مختصر تعارف''

آج سے تقریباً 182 یا 183 برس قبل ایک فتنہ پیدا ہوا، جس کا بانی مبانی مرزا غلام قادیانی جہنم مکانی 1839ء کے آخر میں یا 1840ء کی ابتداء میں ہندوستان کے ضلع گرداس پور کے ایک گاؤں قادیان میں پیدا ہوا۔ مرزا غلام قادیانی کے باپ کا نام غلام مرتضیٰ اور ماں کا نام چراغ بی بی ہے۔ مرزا غلام قادیانی 26 مئی 1908ء کو لاہور میں مرا اور اس کی لاش کو بذریعہ ٹرین قادیان لایا گیا اور وہاں پر ہی اسے دفن کیا گیا۔ مرزا کے ماننے والوں کو ''مرزائی'' اور ''قادیانی'' کہا جاتا ہے، اور اس کے پھیلائے گئے فتنے کو مرزائیت اور قادیانیت کہا جاتا ہے۔

مرزا کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جن کو اسلام مخالف قوتوں (یہود و نصاریٰ وغیرہ) نے خرید کر انہیں اندھا دھند اسلام اور بانی اسلام محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف استعمال کیا، اور اسلام کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے کی بھرپور سعی مذمومہ کی۔

یہی وجہ ہے کہ مرزا غلام قادیانی اور اس کے متبعین کی کتابیں ایسے دعوؤں اور نظریات و عقائد سے بھری پڑی ہیں کہ جو براہ راست توحید باری تعالیٰ اور رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ٹکراتے ہیں۔ مرزا غلام قادیانی کے خطرناک ترین اور مبنی بر کفر و ارتداد دعوؤں میں سے اس کا دعویٰ نبوت و رسالت ہے جس کا عمر بھر وہ خود بھی اور آج تک اس کے پیروکار بھی دفاع کرتے آئے ہیں اور اجرائے نبوت اور امکان نبوت (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی نبوت جاری ہے اور نبیوں کا آنا ممکن ہے، نعوذ باللہ) کے باطل و کفریہ عقیدے کو ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے آئے ہیں۔

طرفہ تماشہ تو یہ ہے کہ یہ بدبخت لوگ اپنے دعویٰ بے بنیاد کو ثابت کرنے کے لیے قرآن و حدیث کی من گھڑت و فاسد تاویلات اور ائمہ دین کے اقوال کی غلط تشریحات

کرنے سے بھی اجتناب نہیں کرتے۔ اسی سلسلے کی کڑی ہے کہ مرزائی حضرات مفکرِ ملت حکیم الامت حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ پر بھی ایسی بہتان تراشی کرتے نظر آتے ہیں۔

یعنی دھوکہ دینے کے لیے علامہ اقبال کی کچھ عبارات پیش کر کے کہتے ہیں دیکھو جی علامہ اقبال بھی اجرائے نبوت و امکان نبوت کا قائل و معتقد تھا۔ حالانکہ یہ بات حضرت علامہ پر سوائے بہتان والزام کے کچھ نہیں ہے۔

اس مختصر رسالہ میں کوشش کی گئی ہے کہ مرزائیہ کی طرف سے پیش کردہ ان عبارات کا صحیح معنی ومفہوم بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ردِّ مرزائیت پر مشتمل آپ کی ''نظمی ونثری'' کثیر عبارات کو پیش کیا جائے تا کہ ہمارے قارئین جان سکیں کہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اجرائے نبوت کے ہرگز ہرگز قائل نہیں تھے بلکہ ان کا شمار بھی ان چوٹی کے محققین میں ہوتا ہے، جنہوں نے ''عقیدۂ ختمِ نبوت ﷺ اور ردِّ مرزائیت'' کے لیے ہر محاذ پہ لازوال خدمات سرانجام دیں ہیں۔ بلکہ کمال یہ ہے کہ حضرت علامہ نے 1935ء میں ہی حکومت وقت سے یہ مطالبہ کر دیا تھا کہ مرزائیوں کو ''کافر اقلیت'' قرار دیا جائے۔ جیسا کہ آپ اس کتاب میں باحوالہ ملاحظہ فرمائیں گے۔

عقیدۂ ختمِ نبوت

عہدِ نبوی ﷺ سے لے کر آج تک تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق رہا ہے کہ نبی کریم ﷺ چونکہ آخری نبی اور آخری رسول ﷺ ہیں اس لیے اب آپ ﷺ کی بعثت کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا اور نہ ہی کسی کے سر پر نئے سرے سے نبوت کا تاج رکھا جائے گا۔

آخر میں دعا ہے کہ رب تعالیٰ اس ادنیٰ سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرماتے ہوئے راقم کے والدین، اساتذہ، مرشد کریم اور راقم کی کامل مغفرت کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین علیہ الصلوٰۃ والسلام

فیضیؔ

اجرائے نبوت کے حوالے سے مرزائیوں کی طرف سے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی پیش کردہ عبارات

مرزائی حضرات حکیم الامت حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی جن عبارات سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ بھی امکانِ نبوت واجرائے نبوت کے قائل تھے۔ وہ عبارات یہ ہیں۔

(۱) ہمیں ایک ایسی شخصیت کی ضرورت ہے جو ہمارے معاشرتی مسائل کی پیچیدگیاں سلجھائے اور بین الملّی اخلاق کی بنیاد مستحکم واستوار کرے۔

(مکاتیب اقبال ج ۱ ص ۴۶۰ تا ۴۶۴)

(۲) غالباً ہمیں پیغمبر سے بھی زیادہ عہد نو کے شاعر کی ضرورت ہے، یا ایک ایسے شخص کی جو شاعری اور پیغمبری کی دوگونہ صفات سے متصف ہو۔

(۳) ہمیں ایسے شخص کی ضرورت ہے جو درحقیقت روح القدس کا سپاہی ہو۔

(۴) میرے افکار کا مطالعہ کیجئے ہمارے عہد نامے اور پنچایتیں جنگ و پیکار کو صفحہ حیات سے محو نہیں کرسکتیں کوئی بلند مرتبہ شخصیت ہی ان مصائب کا خاتمہ کرسکتی اور اس شعر میں میں نے اسی کو مخاطب کیا ہے''۔

باز در عالم بیار ایام صلح
جنگوئیاں را بدہ پیغام صلح

(مکاتیب اقبال ج۱ ص ۴۶۴ تا ۴۹۰)

(۵) کاش کہ مولانا نظامی کی دعا اس زمانے میں مقبول ہو اور رسول اللہ ﷺ پھر تشریف لائیں اور ہندی مسلمانوں پر اپنا دین بے نقاب کریں''۔

(____________)

مرزائیہ کا نام نہاد مناظر ومحقق قاضی نذیر قادیانی درجہ بالا عبارات نقل

کرنے کے بعد لکھتا ہے:

''یہ ضرورت نبوت کا قائل ہونے کا علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ جیسے آدمی کی طرف سے واضح اعتراف ہے۔'' (شان خاتم النبین ص ۸۳۔۸۲)

پھر اقبال کے درجہ ذیل اشعار نقل کیے:

''مولوی بیگانہ از اعجاز عشق
ناشناسِ نغمہ ہائے ساز عشق''

(اسرار ورموز)

''شیخ در عشق بتاں اسلام باخت
رشتہ تسبیح را زنار ساخت''

(اسرار ورموز)

''واعظاں ہم صوفیاں منصب پرست
اعتبار ملت بیضا شکست
واعظ ما چشم بر بتخانہ دوخت
مفتئ دینِ مبین فتویٰ فروخت
چیست یاراں بعد ازیں تدبیر ما
رخ سوئے میخانہ دارد پیر ما''

(اسرار ورموز)

پھر اس کا نتیجہ نکالتے ہوئے لکھا:

''علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک روحانی انقلاب پیدا کرنا علماء کے بس کی بات نہیں ۔ اس کا علاج صرف یہی تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہ روحانی سے آپ کا کوئی ظل اور بروز ظاہر ہوکر روحانی انقلاب کی نئے سرے سے بنیاد رکھتا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے عین وقت پر مسیح موعود (مرزا صاحب) کو بھیج کر امتِ محمدیہ کی دستگیری فرمائی۔''

حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:

وقت تھا وقت مسیح نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

(شان خاتم النبین ص ۸۵۔۸۴)

اس عبارت کا لب لباب یہ ہے کہ اس بات کے قائل و معتقد علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے کہ کوئی نیا نبی پیدا ہو جو اس قوم کی حالت سنوار دے، سو مرزا صاحب نے جو دعویٰ نبوت کیا وہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے بھی عین اعتقاد کے مطابق ہے۔

جواب نمبر ا:

حکیم الامت حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کردہ عبارات و اشعار کا صحیح مطلب و مقصود ہم بعد میں بیان کرتے ہیں، سردست یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت علامہ ہرگز ہرگز اجرائے نبوت کے قائل و معتقد نہیں تھے، نہ ہی آپ نے اپنی کسی تحریر وتقریر میں کہا ہے، یہ مرزائیہ کی جانب سے آپ پر بے بنیاد الزام اور بہتان عظیم ہے۔

کیونکہ آپ کا شمار بھی امت کے ان چوٹی کے مفکرین میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنی نظم ونثر اور تقریر وتحریر میں اپنے آقا ومولا محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہ صرف علی الاطلاق آخری نبی ہونا بیان کیا ہے، بلکہ اجرائے نبوت کے قائلین خصوصاً مرزا غلام قادیانی اور اس کے نو ایجاد باطل و مردود مذہب کا کھل کر تعاقب و رد کیا ہے، اس پر شواہد ملاحظہ ہوں:

''عقیدۂ ختم نبوت اور ردّ مرزائیت پر حضرت علامہ کی اسی (۸۰) سے زائد اشعار پر مشتمل بائیس (۲۲) منظوم عبارات......!

اے غدار وطن اس کو بتاتے ہیں برہمن
انگریز سمجھتا ہے مسلمان کو گرا کر

پنجاب کے ارباب نبوت کی شریعت
کہتی ہے کہ یہ مؤمن پارینہ ہے کافر
آوازۂ حق اٹھتا ہے کب اور کدھر سے
مسکیں ولکم ماندہ دریں کشمکش اندر

(ضرب کلیم مع شرح ص۳۶)

حضرت علامہ اس نظم کے دوسرے شعر میں مرزا غلام قادیانی کا باقاعدہ ردّ فرمارہے ہیں کہ پنجابی جھوٹا مدعی نبوت کہتا ہے کہ جو مجھے نہیں مانے گا وہ کافر ہے۔

۲۔

یونہی جس وقت مرزا غلام قادیانی نے انگریز سرکار سے تمغۂ وفاداری وصول کرنے کے لیے یہ فتویٰ دیا کہ ''اب صرف قلم کا زمانہ ہے، تلوار کا کوئی کام نہیں رہا، میں نے جہاد کو منسوخ کر دیا ہے وغیرہ وغیرہ (خلاصۃً)

تو حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے غیرت ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فی الفور قلم تھاما اور مرزا غلام قادیانی کے اس زرخرید فتویٰ کی حقیقت کے ردّ کے لیے جہاد کے عنوان سے درج ذیل مکمل نظم تحریر فرمائی

جہاد

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارِ گر
لیکن جناب شیخ کو معلوم کیا نہیں
مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود بے اثر
تیغ و تفنگ دست مسلماں میں ہے کہاں
ہو بھی تو دل ہیں موت کی لذت سے بے خبر
کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل
کہتا ہے کون اسے کہ مسلماں کی موت مر
تعلیم اس کو چاہیے ترکِ جہاد کی
دنیا کو جس کے پنجۂ خونی سے ہو خطر
باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے
یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر
ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر
حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ، یورپ سے درگزر

(ضرب کلیم مع شرح ص۳۹)

(۳)

تیسرے مقام پر بھی مرزا غلام قادیانی کی جھوٹی نبوت کو بھنگ اور نشہ اور مرزے کو نشی قرار دیتے ہوئے نبوت کے نام پر پوری نظم تحریر فرمائی۔

نبوت

''میں نہ عارف ، نہ مجدد، نہ محدث نہ فقیہ
مجھ کو معلوم نہیں کیا ہے نبوت کا مقام
ہاں مگر عالم اسلام پہ رکھتا ہوں نظر
فاش ہے مجھ پہ ضمیر فلک نیلی فام
عصر حاضر کی شب تار میں دیکھی میں نے
یہ حقیقت کہ ہے روش صفت ما تمام
وہ نبوت ہے مسلماں کے لیے برگ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام''

میں نہ عارف ہوں، نہ مجدد ہوں ، نہ محدث ہوں اور نہ ہی فقیہی ہوں، اس لیے مجھے نہیں معلوم کہ نبوت کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟

البتہ دنیائے اسلام کے حالات سے پوری طرح واقف ہوں آسماں کے ضمیر میں جو کچھ ہے وہ مجھ پر آشکار ہے۔

موجودہ زمانے کی حیثیت اک تاریک رات کی طرح ہے۔

اس اندھیری رات میں مَیں نے یہ حقیقت چودھویں کے چاند کی طرح دیکھی ہے کہ جس نبوت میں مسلمان کے لیے قوت و طاقت اور شان و شوکت نہ ہو وہ بھنگ کی پتی کی طرح ہے۔(ضرب کلیم ص ۸۴)

۴۔

مرزا غلام قادیانی کے دام تزویر میں پھنس جانے والے نادان و بے سمجھ اس

کے پیروکاروں کی حالتِ زار کی تصویر کشی کرتے ہوئے اپنی اک اور نظم میں فرماتے ہیں۔

مذہب میں بہت تازہ پسند اس کی طبیعت
کر لے کہیں منزل تو گزرتا ہے بہت جلد
تحقیق کی بازی ہو تو شرکت نہیں کرتا
ہو کھیل مریدی کا تو ہرتا ہے بہت جلد
(ضرب کلیم)

۵۔

ایک اور نظم بعنوان'' آزادی'' میں فرماتے ہیں:

قرآن کو بازیچہ تاویل بنا کر
چاہے تو خود اک تازہ شریعت کرے ایجاد
ہے مملکت ہند میں اک طرفہ تماشہ
اسلام ہے محبوس ، مسلماں ہے آزاد
(ضرب کلیم)

۶۔

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ
(بال جبریل)

۷۔

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغ وادیٔ سینا
(بال جبریل)

۸۔

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد
بر رسول ما رسالت ختم کرد

خدا تعالیٰ نے ہم پر شریعت ختم کر دی ہے، اور ہمارے رسول مکرم ﷺ پر رسالت ختم کر دی ہے۔ (رموز بے خودی)

۹۔

لَاَ نَبِیَّ بَعْدِی ز احسان خدا است
پردہ ناموسِ دیں مصطفی است

لَاَ نَبِیَّ بَعْدِی (میرے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوگا۔ فرمان مصطفی ﷺ) رب کی طرف سے بہت بڑا احسان ہے، اور یہ دین مصطفیٰ ﷺ کی عزت کا ایک پردہ ہے۔ (رموز بے خودی)

۱۰۔

حق تعالیٰ نقش ہر دعویٰ شکست
تا ابد اسلام شیرازہ بست

ترجمہ: ''رب تعالیٰ نے حضور ﷺ کے بعد ہر طرح کی نئی نبوت کے دعوے کو باطل قرار دے کر ابد تک اسلام کی شیرازہ بندی کر دی ہے۔'' (رموز بے خودی)

۱۱۔

رونق از ما محفل ایام را
او مرسل را ختم و ما اقوام را

ترجمہ: ''اب دنیا کی رونق قیامت تک ہمارے ہی دم قدم سے ہے، نبی اکرم ﷺ رسولوں کے سلسلے کو ختم کرنے والے ہیں اور ہم امتوں کے سلسلے کو ختم کرنے والے ہیں۔'' (رموز بے خودی)

۱۲۔

قوم را سرمایۂ قوت ازو
حفظ سرّ وحدت ملتِ ازو

ترجمہ: ''یہی عقیدہ قوم کے لیے قوت کا سرمایہ ہے۔ اور یہی عقیدہ وحدت ملت کے بھید کی حفاظت ہے۔''

(۱۳) حضرت علامہ نے انجمن حمایت اسلام جلسہ میں فرمایا تھا،

اے کہ بعد از تو نبوت شد بہ ہر مفہوم شرک
بزم را روشن ز نور عرفان کردہ

''اے وہ ذات (محمد عربی ﷺ) کہ جن کے بعد نبوت کو کسی بھی مفہوم میں جاری ماننا شرک ہے، آپ ﷺ نے ہی اپنے نورِ عرفان سے بزم کو روشن فرمایا ہے۔''

۱۴۔

پھر حضرت علامہ نے ایک طویل نظم لکھی جس میں مرزا غلام قادیانی کا ردّ بلیغ کرتے ہوئے مرزائیت کو پاش پاش کر دیا، ملاحظہ ہو۔

عصر من پیغمبرے ہم آفرید
آنکہ در قرآن بغیر از خود ندید
تن پرست و جاہ مست و کم نگہ
اندرونش بے نصیب از لا الہ
در حرم زاد و کلیسا را مرید
پردۂ ناموس ما را پر درید
دامن رو را اہلی است
سینہ او از دل روشن تہی است

الحذر ! از گرمئ گفتار او
الحذر ! از حرف پہلو دار او
شیخ او کرد فرنگی را مرید
گرچہ گوید از مقام بایزید
گفت دین را رونق از محکومی است
زندگانی از خودی محرومی است
دولت اغیار را رحمت شمرد
رقصا گردِ کلیسا کرد و مُرد
(مثنوی پس چہ باید کرد)

ترجمہ:

(۱) ''میرے زمانے نے ایک جھوٹا نبی (غلام قادیانی) بھی پیدا کیا ہے۔جس کو اپنے سوا قرآن میں کچھ نظر نہیں آتا۔''

(۲) ''یہ خود پسند عزت کا چاہنے والا اور کوتاہ نظر ہے۔ اس کا دل لا الہ یعنی ایمان سے خالی ہو۔''

(۳) ''پیدا تو اسلام کے گھر میں ہوا لیکن یہ غلام عیسائیوں کا ہے اس نے ہماری عزت کے پردے کو چاک کر دیا۔''

(۴) ''اس سے عقیدت رکھنا حماقت ہے، اس کا سینہ دل کے نور سے خالی ہے۔''

(۵) ''اس کی چرب زبانی سے بچو، اس کی چالباز گفتگو سے بچو۔''

(۶) ''اس کا پیر شیطان ہے اور یہ فرنگی کا غلام ہے، اگرچہ اسے بایزید سے مقام پر فائز ہونے کا دعویٰ ہے۔''

(۷) ''یہ کہتا ہے کہ غلامی میں ہی دین کی رونق ہے، اس لیے کہ اس کی اپنی زندگی خودی سے محروم ہے۔''

(۸) ''یہ غیروں کی حکومت اور دولت کو رحمت قرار دیتا ہے، یہ گرجا گھر کے اردگرد

رقص کرتے ہوئے ہی مر گیا۔''

۱۵ـ

صحبتش با عصر حاضر در گرفت
حرف دیں را از دو پیغمبر گرفت

ناداں نے عصر حاضر کی صحبت اختیار کر لی ہے۔ اس نے اپنے سچے پیغمبر محمد عربی ﷺ کو چھوڑ کر دو جھوٹے نبیوں (مرزا غلام قادیانی اور بہاء اللہ) سے دین کی بات لے لی ہے۔

آں را ایراں بود و ایں ہندی نژاد
آ از حج بیگانہ و ایں از جہاد

وہ (بہاء اللہ) ایرانی ہے اور یہ (مرزا غلام قادیانی) ہندی نژاد ۔ وہ حج سے بیگانہ (منکر تھا) اور یہ جہاد (کا منکر ہے)

تا جہاد و حج نماند از واجبات
رفت جاں از پیکر صوم و صلوٰت

جب حج اور جہاد واجب نہ رہے تو پھر نماز اور روزے کی جان بھی نکل گئی۔

روح چوں رفت از صلوٰۃ از صیام
فرد ناہموار و ملت بے نظام

جب نماز اور روزے سے جان نکل گئی تو افراد ناہموار اور ملت بے نظام ہوگئی۔

سینہ ہا از گرمئ قرآن تہی
از چنیں مرداں چہ امید بہی

ان کے سینے قرآن کی حرارت (عرفان وانوار) سے محروم ہیں ان سے کسی اچھائی کی کیا امید کی جاسکتی ہے۔ (جاوید نامہ)

حضرت علامہ نے ان اشعار میں دوٹوک الفاظ میں واضح کر دیا کہ امت محمدیہ کو جن فتنوں اور امراض نے گھن کی طرح نقصان پہنچایا ہے ان میں مرزائیت و

بحیثیت سرفہرست ہیں۔

۱۶۔ ''علامہ نے اپنی مشہور فارسی نظم ''حکمت کلیمی'' میں سچے نبی کی علامات و خصوصیات بیان کرتے ہوئے اور جھوٹے مدعیان نبوت کا زبردست انداز میں ردّ فرمایا۔''

آپ فرماتے ہیں:

تا نبوت حکم حق جاری کند
پشت پا بر حکم سلطان می زند

نبوت جب اللہ کے حکم سے جاری ہوتی ہے تو وہ سلطان کے حکم پر ایڑھی مارتی ہے۔(یعنی شاہان وقت کے حکم کو ٹھکرا دیتی ہے)

در نگاہش قصر سلطان کہنہ دیر
غیرتِ او نتابد حکم غیر

نبوت کی نگاہ میں بادشاہ کا محل ایک پرانا مندر ہوتا ہے۔اس کی غیرت کسی اور کے حکم کو گوارا نہیں کرتی۔

پختہ سازد صحبتش ہر خام را
تازہ غوغا ہائے دہد ایام را

نبی کی صحبت ہر خام کو پختہ بنا دیتی ہے،اور نبی زمانے کو نیا ولولہٴ روحانی عطا کرتا ہے۔

درسِ او اللہ بس باقی ہوس
تا نیفتد مرد حق در بندِ کس

نبی کا درس یہ کہ اللہ بس، باقی ہوس'' تاکہ مرد حق کو غیر اللہ کی قید میں نہ جکڑا جاسکے۔

از نم او آتش اندر شاخ تاک
در کف خاک از دم او جان پاک

انگور کی بیل کی شاخ میں آگ اسی (نبوت) کی نمی کی بدولت پیدا ہوتی ہے، مٹھی بھر خاک (بدن انسانی) میں جان اسی سے پیدا ہوتی ہے۔

معنیٔ جبریل و قرآن است او
فطرۃ اللہ را نگہبان است او

جبریل (کے آنے) اور قرآن (کے نزول) کا معنی ہی تو نبوت ہے۔اللہ کی فطرت (یعنی اس کے دین و احکامات) کی محافظ نبوت ہی تو ہوتی ہے۔

حکمتش برتر از عقل ذو فنوں
از ضمیرش امتے آید بروں

نبوت کی حکمت صاحب فن عقل سے بالاتر ہوتی ہے، ضمیر نبوت سے ہی تو امت ظاہر ہوتی ہے۔

حکمرانے بے نیاز از تخت و تاج
بے کلاہ و بے سپاہ و بے خراج

گویا نبی ایک ایسا حکمران ہوتا ہے جو تخت و تاج سے بے نیاز ہوتا ہے وہ بے کلاہ بے سپاہ اور بے خراج ہوتا ہے۔(یعنی اس کا مقام ان اسباب سے بہت اونچا ہوتا ہے)

از نگاہش فرودیں خیزد ز دے
در دہر خم تلخ تر گردد زمے

نبی کی نگاہ کی بدولت موسم خزاں سے موسم بہار پیدا ہوجاتا ہے، ہر ایک کے شراب کے مٹکے تلچھٹ اس کے جام سے زیادہ تلخ ہو جاتی ہے۔(یعنی نبی کی تعلیمات کے سامنے باقی تمام تعلیمات بے رنگ و نور ہو جاتی ہیں)

اندر آہِ صبحگاہِ او حیات
تازہ از صبح نمودش کائنات

زندگی تو اس کی صبح کی آہ کی بدولت قائم ہے،ساری کائنات اسی کی صبح سے

تازگی حاصل کرتی ہے۔

بحر و بر از زور طوفانش خراب
در نگاہ او پیام انقلاب

نبوت کے روحانی طوفان کے زور سے بحر و بر میں انقلاب برپا ہو جاتا ہے ،اس کی ہر نگاہ میں اک انقلاب کا پیغام ہوتا ہے۔

درسِ لا خوف علیہم می دید
تا دلے در سینۂ آدم نہد

نبی لا خوف علیہم (یعنی ان پر کوئی خوف نہیں) کا درس دیتا ہے، تا کہ انسان کے سینے میں اس کا دل رکھ دے۔

عزم و تسلیم و رضا آموزدش
در جہاں مثل چراغ افروزدش

نبی ، انسان کو عزم ،تسلیم اور رضا سکھاتا ہے ، نبی انسان کو دنیا میں چراغ کی طرح روشن کر دیتا ہے۔

صحبت او ہر خوف را دور کند
حکمت او ہر تہی را پر کند

نبی کی صحبت ٹھیکری کو موتی بنا دیتی ہے۔ نبی کی حکمت ہر خالی کو پر کر دیتی ہے۔

بندۂ در ماندہ را گوید کہ خیز
ہر کہن معبود را کن ریز ریز

نبی ، پیچھے رہ جانے والے بندے (متبعین) سے فرماتا ہے کہ اٹھ اور ہر پرانے (یعنی جھوٹے) معبود کو ریزہ ریزہ کر دے۔

مرد حق افسونِ ایں دیر کہن
از دو حرف ربی الاعلیٰ شکن

مردِ حق جب اس پرانے مندر (دنیا) کے جادو میں آ چکا ہو (نبی اس سے

فرماتا ہے کہ) اس دیر کہن کو ربی الاعلیٰ کے دو حرفوں سے توڑ دے۔ (جاوید نامہ)

۱۷۔

مرزا غلام قادیانی نے جب انگریز کی حکومت کو رحمت قرار دیتے ہوئے اس کی غلامی میں رہنے کو ترجیح دی اور اس پر تفاخر کیا تو حضرت علامہ نے اس کا ردّ کرتے ہوئے لکھا۔

شیخ او لرد فرنگی را مرید
گرچہ گوید از مقام با یزید

مرزائیوں کا پیر اگرچہ دعویٰ بایزید بسطامی کے مقام کے حاصل ہونے کا کرتا ہے۔لیکن مرید فرنگی لارڈوں (حاکموں) کا ہے۔

گفت دیں را رونق از محکومی است
زندگانی از خودی محرومی است

یہ کہتا ہے کہ دین کی رونق محکومی کی بدولت ہے، زندگی خودی سے محرومی کا نام ہے۔

دولتِ اغیار را رحمت شمرد
رقص باگرد کلیسا کرد و مرد

یہ غیروں کی حکومت کو رحمت شمار کرتا ہے، اس نے گرجا (انگریزوں) کے گرد رقص کیا اور مر گیا۔ (جاوید نامہ)

۱۸۔ پھر فرمایا:

زندہ قومے بود از تاویل مُرد
آتشِ او در ضمیر او فسرد

قوم زندہ تھی لیکن تاویل کے باعث مر گئی، اس قوم کی آگ جو اس کے سینے میں تھی وہ بجھ گئی۔

۱۹۔

رموز بے خودی میں فرمایا:

اے ترا خاتم اقوام کرد
بر تو ہر آغاز را انجام کرد

''اے وہ امت کہ تجھے رب تعالیٰ نے خاتم الاقوام (سب سے آخری قوم) بنایا ہے، اور تجھ پر ہر آغاز کا اختتام کر دیا ہے۔''

اے مثال انبیاء پاکانِ تو
ہمگر دلہا جگر چاکانِ تو

''اے وہ امت کہ تیرے پاک بازوں کی مثال انبیاء جیسی ہے۔ اے وہ امت کہ تیرا جگر چاک کرنے والے بھی تیرا دل جوڑنے والے ہیں۔''

۲۰۔

غنچہ از شاخسار مصطفیٰ ﷺ
گل شو از باد بہار مصطفیٰ ﷺ

''(اے نوجوان) تو مصطفیٰ کریم ﷺ کی شاخ (ملت) کا ایک غنچہ ہے تو مصطفیٰ کریم ﷺ کی بہار سے کِھل کر ایک پھول ہو جا۔''

مرشد رومی چہ خوش فرمودہ است
آنکہ یم در قطرہ اش آسودہ است

''مرشد رومی علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔ آپ وہ ہیں کہ جن کے قطرے سے سمندر موجزن ہوتے ہیں۔''

مگسل از ختم الرسل ایام خویش
تکیہ کم کن بر فن و بر گام خویش

''اپنے ایام زندگی کے تعلق کو ختم الرسل ﷺ سے نہ توڑ اپنے فن اور

اپنے کام پر حد سے زیادہ بھروسہ نہ کر۔'' (رموز بے خودی)

۲۱۔ پھر فرمایا:

آں کتاب زندہ قرآن حکیم
حکمت او لایزال است و قدیم

''اے مسلمان! تیرا آئین وہ زندہ کتاب قرآن حکیم ہے کہ اس کی حکمت و تعلیم ہمیشہ رہنے والی اور قدیم ہے۔''

نوع انساں را پیام آخریں
حامل او رحمۃ للعالمین

''یہ نوع انسانیت کے لیے آخری پیغام ہے، اس کے لانے والے رحمۃ للعالمین ﷺ ہیں۔''

۲۲۔

حضرت علامہ ۲۰ اپریل ۱۹۲۲ء کو لکھے گئے اپنے خط میں سلیمان ندوی سے مرزا غالب کے ایک شعر کا مفہوم طلب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مرزا غالب کے اس شعر کا مفہوم آپ کے نزدیک کیا ہے۔''

ہر کجا ہنگامہ عالم بود
رحمۃ للعالمینی ہم بود

حال کے ہیئت دان کہتے ہیں کہ بعض سیاروں میں انسان یا انسانوں سے اعلیٰ تر مخلوق کی آبادی ممکن ہے، اگر ایسا ہو تو رحمۃ للعالمین کا ظہور وہاں بھی ضروری ہے، اس صورت میں کم از کم محمدیت کے لیے تناسخ یا بروز لازم آتا ہے۔

(مکاتیب اقبال ج ۲ ص ۳۴۸ تا ۳۴۹)

اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا استفسار پھر آپ کی تقریر کے آخری الفاظ ثابت کرتے ہیں کہ علامہ کے نزدیک غالب کا یہ شعر درست نہیں۔ کیونکہ اس کی رُو سے نبی کریم ﷺ کی نظیر کا ہونا ممکن ہونا ثابت ہوتا ہے، حالانکہ آپ ﷺ کی نظیر ممتنع بالذات ہے۔

یہ ہی وجہ ہے کہ جب امام اہلسنت حضرت امام فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمہ نے مرزا غالب کی توجہ اس طرف دلائی تو غالب نے اس کے مضمون کو اس پیرایہ میں بدل کر بیان کیا۔

منشا ایجاد ہر عالم یکے است
گرد و صد عالم بود خاتم یکے است

یعنی ہر جہاں کو پیدا کرنے کا مقصود ایک ہی ذات ہے جہاں اگرچہ سینکڑوں ہوں ان سب کا خاتم اور رحمت العالمین ایک ہی ذات (محمد عربی ﷺ) ہے۔

۱۳؎

حضرت علامہ نے فلک مشتری میں اپنے اور غالب کے مابین ہونے والے تخیلاتی مکالمے کا تفصیلی ذکر کیا، جس میں غالب کے درجہ بالا شعر کی وضاحت اور اقبال کی جانب سے عقیدۂ ختم نبوت کی وضاحت بھی ہے۔

ملاحظہ ہو: (اقبال مرزا غالب سے کہتے ہیں)

اے ترا دادند دردِ جستجوئے
معنی یک شعر خود با من بگوئے

''اے غالب! تجھے جستجو کا درد عطا ہوا ہے (ذیل میں موجود) مجھے اپنے ایک شعر کا معنیٰ بیان کر۔'' (اقبال کہتے ہیں)

صد جہاں پیدا دریں نیلی فضا ست
ہر جہاں را اولیاء و انبیاء ست

''سینکڑوں جہاں اس نیلی فضا میں پیدا ہو چکے ہیں، کیا ہر جہاں میں اولیاء اور انبیاء ہوتے ہیں؟''

(غالب کہتے ہیں)

ہر کجا ہنگامہ عالم بود
رحمۃ للعالمینی ہم بود

''جہاں کہیں بھی ہنگامۂ عالم وجود ہے وہاں ایک رحمۃ للعالمین بھی ہے۔''

تنبیہہ!

(ہم پہلے تفصیلاً بیان کر چکے ہیں کہ غالب نے اس شعر کے مضمون کو بدل کر یوں کر دیا تھا:

منشا ایجاد ہر عالم یکے است
گرد و صد عالم بود خاتم یکے است

ممکن ہے اقبال تک غالب کا یہ شعر نہ پہنچا ہو۔ (فیضی)

(اقبال غالب سے کہتے ہیں)

فاش تر گوز آنکہ فُہم نا رسا ست

کھل کر بات کیجئے کیونکہ آپ کی بات (ہر کجا والا شعر) میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔

غالب

ایں سخن را فاش ز تر گفتن خطا ست

''اس بات کو زیادہ کھول کر بیان کرنا خطا ہے۔''

اقبال

گفتگوئے اہل دل بے حاصل است

ترجمہ: ''کیا اس بارے اہل دل کی گفتگو بے حاصل ہے؟''

نوٹ: (مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں جب نبی کریم ﷺ کی مثل و نظیر کے ممکن ہونے کو بیان کیا تو امام عزیمت علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ جیسے علماء ربانیین نے اسکا زبردست انداز میں ردّ بلیغ کرتے ہوئے ثابت کیا کہ نبی کریم ﷺ کی نظیر و مثل ممتنعات ذاتیہ سے ہے۔ اقبال کا اشارہ ان علماءِ اہلسنت کی تشریحات کی طرف ہے۔

(فیضی)

غالب

نکتہ را بر لب رسیدن مشکل است

ترجمہ: ''جس نکتے کو تو مجھ سے کہلوانا چاہتا ہے اس کا لبوں پر لانا بہت مشکل ہے۔''

اقبال

تو سراپا آتش از سوز طلب
ہر سخن نیائی اے عجب

ترجمہ: ''تو تو طلب کے سوز سے سراپا سوز ہے، عجیب بات ہے کہ تو سخن پر غالب نہیں آرہا۔''

غالب

خلق و تقدیر و ہدائت ابتدا ست
رحمۃ للعالمینی انتہاء ست

ترجمہ: ''تخلیق کی ابتداء خلق، تقدیر اور ہدائت سے ہوتی ہے، اور اس کی انتہاء رحمۃ للعالمینی پر ہوتی ہے۔''

اقبال

من ندیدم چہرۂ معنیٰ ہنوز
آتشے داری اگر مارا بسوز

''میں ابھی تک معنیٰ کا چہرہ نہیں دیکھ سکا (یعنی مجھے ابھی تک آپ کی بات کی سمجھ نہیں آسکی) اگر تو کوئی آگ رکھتا ہے تو مجھے جلا ڈال۔''

غالب

اے چو من بینندۂ اسرارِ شعر
ایں سخن افزوں ترا ست از تارِ شعر

ترجمہ: ''اے وہ شخص (اے اقبال) کہ جو میری طرح شعر کے اسرار کو جانتا ہے، یہ بات شعر کے تار سے بڑھ کر ہے۔''

شاعراں بزم سخن آر استند
ایں کلیماں بے ید بیضا ستند

ترجمہ: ''شاعروں نے شاعری کی محفلیں تو سجائیں، لیکن یہ تمام کلیم ید بیضا سے محروم ہیں۔''

آنچہ تو از من بخواہی کافری است
کا فری کہ ماورائے شاعری است

ترجمہ: ''جو کچھ تو مجھ سے (سننا) چاہتا ہے وہ تو کافری ہے اور یہ وہ کافری ہے جو شاعری سے ماوراء ہے۔''

فائدہ: ''غالب جب رحمۃ للعالمینی کا فلسفہ اقبال کو نہ سمجھا پائے تو، حضرت منصور حلاج نے اقبال کو یہ نکتہ سمجھاتے ہوئے فرمایا۔''

حلاج:

ہر کجا جہانِ رنگ و بُو
آں کہ از خاکش بروید آرزو

ترجمہ: ''تو جہاں کہیں بھی رنگ و بو کا جہاں دیکھتا ہے (تو یاد رکھ کہ) اس جہاں کی خاک سے آرزو پھوٹتی ہے۔''

یا زنورِ مصطفیٰ ﷺ اور ا بہاست
یا ہنوز اندر تلاش مصطفیٰ ﷺ ست

ترجمہ: ''یا تو اس کی قیمت محمد عربی ﷺ کے نور کے سبب سے ہے یا پھر وہ ابھی تک مصطفیٰ کریم ﷺ کی تلاش میں ہے۔'' (جاوید نامہ)

جواب نمبر ۲:

عقیدۂ ختمِ نبوت و ردِّ مرزائیت پہ حضرت علامہ کی انیس (۱۹)

نثری عبارات:

یہاں تک ہم نے صرف اقبال کی منظوم عبارات نقل کیں ہیں، اب اسی بابت آپ کی نثری عبارات بھی ملاحظہ ہوں،

نمبر ۱:

میلاد النبی ﷺ کے بارے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے۔

محمد عبدالجلیل بنگلوری کے نام لکھے گئے خط میں فرماتے ہیں:

''مجھے اس اطلاع سے بے حد مسرت ہوئی کہ جنوبی ہندوستان میں یوم النبی ﷺ کی تقریب کے لیے ایک ولولہ پیدا ہو گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان میں ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی کے لیے رسول

اکرم ﷺ کی ذات اقدس ہی ہماری سب سے بڑی اور کارگر قوت ہو سکتی تھے''۔ (کلیات مکاتیب اقبال ج ۳ ص ۷۵، ۴ اگست ۱۹۲۹ء بک کارنر)

نمبر ۲:

''اسلام لازمی طور پر ایک مذہبی فرقہ (جماعت) ہے جس کی حدود کی مکمل طور پر نشاندہی ہو چکی ہے یعنی آنحضرت ﷺ کے خاتم المرسلین ہونے پر ایمان یہ ایمان فی الحقیقت مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مابین صحیح حد فاصل قائم کرتا ہے، اور کسی کو یہ فیصلہ کرنے میں مدد دیتا ہے کہ آیا کوئی فرد واحد یا گروہ مسلم فرقہ کا جزء ہے یا نہیں''۔

(کلیات و مکاتیب اقبال ج ۴ ص ۱۳۵، مرتب سید مظفر حسین برنی)

غور فرمائیں حضرت علامہ نے کیسے جامع و مانع الفاظ سے عقیدۂ ختم نبوت کو بیان فرما دیا کہ اسلام کی جملہ حدود کی نشاندہی بانی اسلام محمد عربی ﷺ اس طرح فرما چکے کہ اب ہرگز کسی نئے نبی کی ضرورت و امکان نہیں ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت ہی درحقیقت اسلام اور کفر کے مابین فرق کرنے کے لیے بہترین پیمانہ ہے، جو اس کا معتقد ہو مسلم، جو منکر ہو کافر،

نمبر ۳:

''نبوت'' کے دو اجزاء ہیں۔

(۱) خاص حالات و واردات جن کے اعتبار سے نبوت، روحانیت کا ایک مقام خاص تصور کی جاتی ہے۔

(۲) Institution. Political.Socio قائم کرنے کا عمل یا اس کا قیام...... جو فرد اس نظام کا ممبر نہ ہو یا اس کا انکار کرے وہ ان کمالات سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس محرومی کو مذہبی اصطلاح میں کفر کہتے ہیں......ختم نبوت

کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص بعد اسلام اگر یہ دعویٰ کرے کہ مجھ میں ہر دو اجزاء نبوت کے موجود ہیں یعنی یہ کہ الہام وغیرہ ہوتا ہے اور میری جماعت میں داخل نہ ہونے والا کافر ہے تو وہ شخص کاذب اور واجب القتل ہے۔

(مرجع سابق ص ۲۱۳)

نمبر ۴:

''لطف یہ ہے کہ نبی آخر الزماں ﷺ کی غلامی ، عارضی نہیں بلکہ آزادی ہے کیونکہ ان کی نبوت کے احکام دین فطرت ہیں''۔

(مرجع سابق ص ۲۱۳)

نمبر ۵:

''بڑا اچھا سودا ہے کہ ایک کی غلامی سے سب غلامیوں سے نجات ہو جائے۔'' (مرجع سابق ص ۲۱۳)

نمبر ۴:

اب خاص کر کے ردّ مرزائیت پر آپ کی عبارات ملاحظہ ہوں، ردّ قادیانیت پر لکھی گئی پروفیسر الیاس برنی کی مشہور کتاب ''قادیانی مذہب'' کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جو لوگ قادیانی مذہب پر مزید لکھنا چاہتے ہیں ان کے لیے تو یہ کتاب ایک نعمت غیر مترقبہ ہے''۔

(مرجع سابق ص ۲۱۳، مکتوب محررہ 4 جون ۱۹۳۴ء)

نمبر ۵:

علامہ ندوی سے درج ذیل سوال کا جواب لینے کے لیے ان کو لکھے گئے خط

میں لکھتے ہیں۔

۱۔ کیا فقہ اسلامی کی رُو سے توہین رسول قابلِ تعزیر جرم ہے؟ اگر ہے تو اس کی تعزیر کیا ہے؟

۲۔ اگر کوئی شخص جو اسلام کا مدعیٰ ہے یہ کہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو حضور رسالت مآب ﷺ پر جزوی فضیلت حاصل ہے اس واسطے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ایک زیادہ متمدّن زمانہ میں پیدا ہوئے ہیں تو کیا ایسا شخص توہین رسول ﷺ کے جرم کا مرتکب ہے، بالفاظ دیگر اگر توہین رسول جرم قابلِ تعزیر ہے تو عقیدہ مذکورہ توہین رسول ﷺ کی حد میں آتا ہے یا نہیں؟

(مرجع سابق ص ۲۱۳، مکتوب محررہ ۱۹ جولائی ۱۹۳۵ء)

حضرت علامہ کا یہ سوال پوچھنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ آپ مرزا غلام قادیانی کے عقیدۂ درجہ بالا سے بیزار اور اس کے ردّ کے درپے ہونا چاہتے ہیں۔

نمبر ٦:

''محی الدین ابن عربی تو الہام پانے والے کو نبی کہتے ہی نہیں، اس کا نام ولی رکھتے ہیں۔'' (مرجع سابق ص ۲۲۰)

یہ عبارت بھی صاف طور پر مرزائی کا رد کر رہی ہے، کیونکہ مرزائیہ حضرات، غلط طور پر حضرت ابن عربی علیہ الرحمہ کی جانب عقیدۂ اجرائے نبوت کی بڑی ڈھٹائی سے نسبت کرتے ہیں، اور آپ کی انہیں عبارات سے دلیل پکڑتے ہیں جن میں آپ نے الہام وکشف وغیرہ پر بحث کی ہے۔

نمبر ۷:

پنڈت جواہر لعل نہرو نے قادیانیوں کی حمائیت میں کچھ تحریر کیا تو اس کی بابت فرماتے ہیں:

''حال ہی میں پنڈت جواہر لعل نہرو نے ''ماڈرن ریویو'' میں مضمون شائع کیے ہیں جن میں سے ایک کا مقصود غالباً قادیانیوں کی حمائیت ہے۔ ان کے جواب میں ان شاء اللہ میں بھی کچھ لکھوں گا''۔

(مرجع سابق ص ۲۳۸)

ان شاء اللہ ہم آنے والے صفحات میں حضرت علامہ کے کاوہ جواب بالتفصیل نقل کریں گے۔ جس سے آپ اندازہ لگا سکیں گے کہ آپ قادیانیت کے تعاقب و ردّ میں کس قدر سرگرم تھے۔

نمبر ۸:

ردّ مرزائیت پر آپ نے ایک مستقل طور پر مضمون بعنوان ''اسلام اور احمدیت'' شائع کیا، جس کا تذکرہ آپ نے اپنے مکتوبات میں کئی بار کیا۔

(ملاحظہ ہو۔ مرجع سابق ص ۲۵۳)

نمبر ۹:

۱۷ مارچ ۱۹۳۴ء کو فضل شاہ گیلانی کی طرف لکھے گئے اپنے خط میں تحریر فرماتے ہیں:

''مجھے کوئی اعتراض نہیں آپ شوق سے احمدیت پر میرے مضمون کا جو استعمال مناسب سمجھیں کریں''۔ (مرجع سابق ص ۳۰۰)

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت علامہ صرف خود ہی نہیں دیگر احباب کو بھی ردّ مرزائیت پر ترغیب دیتے۔

نمبر ۱۰:

۲۷ جون ۱۹۳۴ء کو پرفیسر الیاس برنی کو لکھے گئے اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں:

علامہ اقبال اور ردّ مرزائیت

''آپ نے مرزا محمود (مرزا بشیر الدین محمود، مرزا غلام قادیانی کا بیٹا) کا تازہ اعلان پڑھا ہوگا جس میں وہ لکھتے ہیں کہ پیغمبر قوموں کو آزادی دلانے کے لیے آتے ہیں نہ غلامی سکھانے کے لیے۔ اس لیے اپنے پیروں کو سیاسیات میں حصہ لینے کی تاکید کی ہے''۔ (مرجع سابق ۳۴۳)

قادیانیت کا پردہ چاک کرتے ہوئے حضرت علامہ اپنی اس عبارت سے بھی مرزائی طرز فکر پر حجت قائم کرنا چاہتے ہیں کہ جو قوم خود انگریز سرکار کی غلامی پر فخر کرتی اور ان کا ہر محاذ پر دفاع کرتی ہے آج وہ بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ ''پیغمبر قوموں کو آزادی دلانے کے لیے آتے ہیں نہ کہ غلامی۔

نمبر ۱۱:

۷ اگست ۳۴ء میں لکھے گئے اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

''الحمد للہ کہ قادیانی فتنہ اب پنجاب میں رفتہ رفتہ کم ہو رہا ہے''۔

(مرجع سابق ۳۷۴)

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت علامہ، قادیانیت کو صرف اور صرف ایک فتنہ سمجھتے تھے، نیز اس میں کمی واقع ہونے پر رب تعالیٰ کا شکر بھی بجالاتے تھے۔

نمبر ۱۲:

آپ کا بھتیجا شیخ اعجاز قادیانی تھا، اس کی اس بدعقیدگی پر افسوس کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''شیخ اعجاز احمد میرا بڑا بھتیجا ہے نہائیت صالح آدمی ہے لیکن افسوس کہ دینی عقائد کی رو سے قادیانی ہے۔ تم کو معلوم ہے کہ قادیانیوں کے عقیدے کے مطابق تمام مسلمان کافر ہیں''۔

(مرجع سابق ۱۸۷، مکتوب قررہ ۱۰ جون ۱۹۳۷ء مکتوب الیہ سر راس مسعود)

نمبر ۱۳:

پنڈت جواہر لعل نہرو کے نام لکھے گئے مکتوب میں فرماتے ہیں:

''آپ کا خط کل موصول ہوا جس کے لیے میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں جب میں نے آپ کے مضامین کا جواب لکھا تو میرا خیال تھا کہ آپ کو احمدیوں کے سیاسی رویے کا علم نہیں، دراصل میرے جواب کی بنیادی غایت یہ تھی کہ اس امر پر روشنی ڈالی جائے، بطور خاص آپ کے لیے ہندوستان میں انگریزوں کے ساتھ مسلمانوں کی وفاداریاں اوّل اوّل کس طرح پیدا ہوئیں۔ اور ان وفاداریوں نے بالآخر کس طرح احمدیت کی شکل میں اپنے لیے الہامی اساس فراہم کر لی، متذکرہ بالا مضامین کی اشاعت کے بعد یہ انکشاف میرے لیے انتہائی باعث تعجب تھا کہ تعلیم یافتہ مسلمان بھی ان تاریخی عوامل کا کوئی شعور نہیں رکھتے، جنہوں نے احمدیت کی تعلیمات کو تشکیل دی۔ مزید برآں جب آپ کے مضامین شائع ہوئے تو آپ کے پنجاب اور دوسرے علاقے کے مسلمانوں نے بے چینی محسوس کی کیونکہ (آپ کی تحریروں سے) وہ یہی سمجھے کہ آپ کی ہمدردیاں احمدیوں کے ساتھ ہیں۔اس صورتحال کا بنیادی سبب یہ تھا کہ آپ کے مضامین کی اشاعت پر احمدیوں نے بڑی خوشیاں منائیں، آپ کے متعلق غلط فہمی پھیلانے کا ذمہ دار بھی خاص طور پر احمدی پریس تھا بہر حال میں خوش ہوں کہ میرا (سابقہ) تاثر غلط تھا۔ مجھے مذہبی بحثوں سے کوئی دل چسپی نہیں مگر اس جھگڑے میں اس لیے الجھنا پڑا کہ احمدیوں سے خود انہیں کے میدان میں دو، دو ہاتھ ہو جائیں۔ یقین کیجئے میں نے اپنا مضمون محض اسلام اور ہندوستان کی بہتری کے لیے لکھا۔ میرا ذہن

اس بارے ہر شبہے سے پاک ہے کہ احمدی اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں''۔ (مرجع سابق ص ۳۲۸ تا ۳۳۰، مکتوب محررہ ۲۱ جون ۱۹۳۴ء)

حضرت علامہ کے اس طویل اور قادیانیت شکن مکتوب سے درج ذیل امور ثابت ہوئے۔

۱۔ مرزائیہ نے ہمیشہ اسلام مخالف قوتوں سے مدد لینے کی کوشش کی ہے۔
۲۔ یہ لوگ شروع دن سے ہی انگریز کے وفادار غلام ہیں۔
۳۔ یہ انگریز ہی کا خود کاشتہ پودا ہے۔
۴۔ قادیانی فتنہ وہی قبول کرتے ہیں جو تاریخی عوامل اور مزاج اسلام سے ناواقف ہیں۔
۵۔ اس فتنہ سے اہل اسلام شروع دن سے ہی بیزار ہیں۔
۶۔ باوجود اس کے کہ حضرت علامہ مذہبی بحثوں میں دلچسپی نہیں رکھتے تھے، مگر قادیانیت کا ردّ کرنے اور اس سے نمٹنے کے لیے وہ ہمہ وقت برسرِ پیکار رہتے۔
۷۔ آپ نے اپنے عمل و کردار، نظم و نثر اور اپنے اثر و رسوخ سے از حد کوشش کر کے نہ صرف یہ کہ مرزائیہ کے خلاف خود جہاد کیا بلکہ ان کی ریشہ دوائیوں اور ملک و ملت سے غداریوں سے پردہ ہٹاتے ہوئے دنیا کو ان کی غلیظ فکر سے آگاہ کیا۔
۸۔ آپ کے نزدیک مرزائیہ اسلام اور ملک دونوں کے ہی غدار ہیں۔

نمبر ۱۴:

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کلیات مکاتیب اقبال کے مرتب کے اقتباس بالا کے حوالے سے ضروری حواشی بھی نقل کر دیے جائیں تا کہ علامہ کے اس مکتوب کا پس و پیش منظر مزید نکھر کر سامنے آجائے۔

مرتب لکھتے ہیں:

’’آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے استعفیٰ کے بعد مئی ۱۹۳۸ء میں حضرت علامہ نے قادیانی اور جمہور مسلمان‘‘ کے عنوان سے ایک مفصل بیان اخبارات کے نام جاری کیا۔‘‘ (ملاحظہ ہو حرف اقبال: ۱۱۳، ۱۱۹)

قادیانیت کے سلسلے میں ان کا یہ بیان بہت اہم تھا اور ہندوستان کے تمام اہم انگریزی اخبارات میں شائع ہوا۔ بعض اخبارات نے اس بیان پر اظہار خیال بھی کیا۔ چند روز بعد اس بیان کی وضاحت میں ایک اور مختصر بیان جاری کیا جس میں حضرت علامہ نے قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ اور غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا۔

’’دہلی کے اخبار (اسٹیٹسمین) نے اس بیان پر ایک اداریہ قلمبند کیا جواباً علامہ نے جون ۱۹۳۵ء میں ایک اور بیان جاری کیا۔‘‘

(ملاحظہ ہو حرف اقبال ص ۱۳۴)

ادھر کلکتہ کے اخبار ’’ماڈرن ریویو‘‘ میں پنڈت نہرو نے قادیانیوں کی حمائت میں تین مضمون (نومبر ۱۹۳۴ء میں) لکھے۔ یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ اسی زمانے میں جب پنڈت نہرو لاہور آئے تو قادیانیوں نے ریلوے اسٹیشن پر ان کا شاندار استقبال کیا۔

قادیانی اخبار ’’الفضل‘‘ کے مطابق استقبال کے لیے پہلے سے باقاعدہ تیاری کی گئی تھی۔ قادیان اور سیالکوٹ سے پانچ سو کارکن منگائے گئے۔ ’’الفضل‘‘ کے الفاظ میں استقبال کا یہ نظارہ حد درجہ جاذب توجہ اور روح پرور تھا۔ پنڈت جی کی آمد پر ان کے گلے میں ہار ڈالے گئے۔ جھنڈیوں پر حسب ذیل ماٹو خوبصورتی سے آویزاں تھا:

’’قوم کے محبوب! ہم آپ کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ جواہر لعل زندہ

آباد۔‘‘

حضرت علامہ نے باوجود شدید علالت کے جنوری ۱۹۳۴ء میں ’’اسلام اور احمدیت‘‘ کے عنوان سے ایک طویل مضمون لکھا، جو پنڈت نہرو کی تحریروں کا مسکت و مدلل جواب تھا۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ حضرت علامہ کے مضمون اور پھر ان کے اس خط کے بعد قادیانیوں کے بارے نہرو کا ذہن بڑی حد تک صاف ہو گیا۔ چنانچہ اگلے برس وہ لاہور آئے تو قادیانیوں نے ان کا استقبال نہیں کیا کیونکہ قادیانی سمجھ گئے تھے کہ اب نہرو پر حقیقت حال واضح ہو چکی تھے۔ (حرف اقبال ص ۲۹۔ ۳۲۸، حاشیہ نمبر ۱)

اس حاشیہ سے جو چیز بطور خاص معلوم ہوئی وہ یہ ہے کہ حضرت علامہ نے ۱۹۳۵ء میں ہی پرزور طریقے سے ’’قادیانیوں کو مسلمانوں سے ایک الگ اور غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کر دیا تھا‘‘۔

جو رب تعالیٰ کے فضل اور تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہِ کرم سے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو امام انقلاب قائد ملت اسلامیہ الشاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں پاکستان کی قومی اسمبلی میں ثمر بار ہوا۔ اور مرزائیوں کو باضابطہ طور پر آئین میں بھی کافر اقلیت قرار دیا گیا۔

نمبر ۱۵:

حضرت علامہ مدیر ’’سٹیٹمین‘‘ کے نام لکھے گئے خط میں فرماتے ہیں:

’’جناب من

’’میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے میرے بیان پر ایک ناقدانہ اداریہ لکھا ہے۔ جو آپ کے روزنامہ کے ۱۴ مئی کے شمارے میں شائع ہوا تھا اور مجھے مسرت ہے کہ آپ نے اس کی طرف توجہ دلائی۔ میں نے اپنے بیان میں اس مسئلہ کو نہیں اٹھایا تھا، چونکہ میں

سمجھتا تھا کہ قادیانیوں کی علیحدگی پسندی کی پالیسی کے پیش نظر جس پر وہ مذہبی اور معاشرتی معلومات میں اس وقت سے سراسر عامل رہے ہیں جب سے ایک حریفانہ نبوت کی بنیاد پر علیحدہ ملت کی تشکیل کے خیال نے اور اس کے اقدام کے خلاف عام مسلمانوں میں شدت جذبات نے جنم لیا۔ یہ حکومت کا فرض تھا کہ وہ قادیانیوں اور مسلمانوں کے مابین بنیادی اختلاف پر مسلم فرقہ کی عرض داشت کا انتظار کیے بغیر انتظامیہ کی جانب سے دست اندازی کرتی۔ میرے اس خیال سے سکھوں کے معاملہ میں حکومت کے رویہ سے تقویت پہنچی کہ ۱۹۱۹ء تک یہ فرقہ انتظامی و انصرامی طور پر ایک علیحدہ سیاسی اکائی شمار نہیں کیا جاتا تھا، لیکن بعد میں سکھوں کی رسمی عرضداشت کے بغیر اور لاہور ہائی کورٹ کے اس فیصلے کے باوجود کہ سکھ ہندو ہیں، ان کی جداگانہ سیاسی حیثیت کو تسلیم کرلیا گیا۔''

''بہر حال اب جب کہ آپ نے اس مسئلہ کو اٹھایا ہے میں اس پر اپنے چند خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ میں مسئلہ کو مسلم اور برطانوی نقطہ نظر سے انتہائی اہمیت دیتا ہوں آپ میری رائے بالکل واضح طریقے سے جاننے کے خواہش مند ہیں۔ کہ کب اور کن حالات میں کس فرقہ کے مذہبی اختلافات میں حکومت کی دست اندازی کے حق کو ماننے کے لیے تیار ہوں ۔ مجھے اس کی وضاحت کرنے کی اجازت دیجئے۔''

اول یہ کہ اسلام لازمی طور پر ایک مذہبی فرقہ ہے جس کی حدود کی مکمل طور پر نشاندہی ہو چکی ہے۔ یعنی آنحضرت ﷺ کے خاتم المرسلین ہونے پر ایمان ، یہ ایمان فی الحقیقت مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مابین صحیح حد فاصل قائم کرتا ہے اور

کسی کو یہ فیصلہ کرنے میں مدد دیتا رہے کہ اب کوئی فرد واحد یا گروہ مسلم فرقہ کا جزء ہے یا نہیں۔ حال کے طور پر برہمو سماج والے ذات الٰہی پر ایمان رکھتے ہیں، وہ محمد ﷺ کو بھی اللہ کا پیغمبر سمجھتے ہیں تاہم ان کو اسلام کا ایک فرقہ نہیں سمجھ سکتے کیونکہ وہ قادیانیوں کی طرح پیغمبروں کے ذریعہ وحیٔ الٰہی کے تسلسل پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور محمد ﷺ پر بحیثیت نبی آخرالزماں ایمان نہیں لاتے۔

میرے علم کی حد تک کسی اسلامی فرقہ نے ان حدود کو پار کرنے کی جرأت نہیں کی۔ ایران میں بہائی فرقہ نے ختم نبوت کے اصول کو اعلانیہ ردّ کردیا لیکن اس کے ساتھ کھل کر یہ بھی اعتراف کیا کہ یہ ایک نیا فرقہ اور اصطلاحی معنوں میں مسلم نہیں ہے۔

جہاں تک لفظ مسلم کے اصطلاحی معنی کا تعلق ہے ، ہمارے اعتقاد کے مطابق اسلام اللہ کی طرف سے بصورت وحی نازل ہوا، لیکن اسلام کا وجود بحیثیت معاشرہ یا ایک قوم پوری طرح محمد ﷺ کی ذات گرامی پر منحصر ہے۔

میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے دو ہی راستے کھلے ہیں یا تو وہ بے جھجک بہائیوں کا راستہ اختیار کرلیں یا اسلامی عقیدہ میں ختم نبوت کی تأویلات سے گریز کریں اور اس عقیدہ اور اس کے لوازم پر ایمان لائیں۔

ان کی شاطرانہ تأویلات کو صرف ان کی اس خواہش نے جنم دیا ہے کہ وہ واضح سیاسی مفادات کی خاطر دائرۂ اسلام میں رہنا چاہتے ہیں۔

دوم یہ کہ ہمیں عالم اسلام کی جانب قادیانیوں کی حکمت عملی اور رویہ کو فراموش نہ کرنا چاہیے۔ اس تحریک کے بانی نے عام مسلم قوم کو ''پھٹے ہوئے دودھ'' سے تعبیر کیا ہے اور اپنے پیروں کو ''تازہ دودھ'' کہہ کر پکارا ہے۔ اور ان کو اول الذکر کے ساتھ گھلنے ملنے سے متنبہ کیا ہے۔ مزید برآں بنیادی عقائد سے انحراف اپنے لیے بحیثیت ایک فرقہ کے نیا نام (احمدی) اختیار کرنا اسلام کی نماز باجماعت میں عدم شرکت، شادی بیاہ کے معاملے میں مسلمانوں کا سماجی بائیکاٹ وغیرہ اور سب سے

زیادہ اہم ان کا یہ اعلان کہ تمام عالم اسلام کافر ہے۔ یہ سب قادیانیوں کی علیحدگی کا کھلا اعلان ہے۔

دراصل وہ اسلام سے اس سے کہیں زیادہ دور ہیں جتنے سکھ ہندومت سے علیحدہ ہیں۔ سکھ کم از ہندوؤں میں شادی کرتے ہیں اگرچہ وہ ہندوؤں کے مندروں میں پوجا نہیں کرتے۔

سوم یہ سمجھنے کے لیے کسی خاص ذہانت کی ضرورت نہیں کہ قادیانی مذہبی اور سماجی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے سیاسی طور پر دائرۂ اسلام میں رہنا چاہتے ہیں۔ سرکاری ملازمتوں میں سیاسی مفادات سے قطع نظر جوان کو دائرہ اسلام میں رہنے سے حاصل ہوتی ہیں۔

یہ ظاہر ہے کہ ان کی آبادی کے پیش نظر جو گزشتہ مردم شماری کے مطابق چھپن ہزار ہے وہ ملک کی کسی مجلس قانون ساز کی ایک بھی نشست حاصل کرنے کے حقدار نہیں ہیں۔

لہٰذا ان کو سیاسی اقلیت بھی ان معنوں میں نہیں کہا جا سکتا جن معنوں میں آپ نے اپنے اداریہ میں کہا ہے۔ یہ امر کہ اب تک قادیانیوں نے علیحدہ اور جدا گانہ سیاسی اکائی ہونے کا مطالبہ نہیں کیا ہے، ظاہر کرتا ہے کہ اپنی موجودہ صورت حال میں وہ اپنے آپ کو قانون ساز مجالس میں نمائندگی کا حق دار نہیں سمجھتے۔

نئے دستور میں اس قسم کی اقلیتوں کے تحفظ کے لیے قانونی گنجائش ہے۔

میرے خیال میں یہ بات عیاں ہے کہ حکومت کو علیحدگی کے لیے درخواست دینے کے سلسلے میں قادیانی کبھی بھی پہل نہیں کریں گے۔ مسلم فرقہ ان کو فوراً علیحدہ کرنے کے مطالبہ میں بالکل حق بجانب ہوگا۔

اگر گورنمنٹ اس مطالبہ کو فوراً قبول نہیں کرتی تو گویا ہندوستانی مسلمانوں کو اس شک وشبہ میں ڈالنے پر مجبور کیا جائے گا کہ برطانوی حکومت نے گو اس نئے

مذہب کو کسی وقت کام میں لانے کے لیے رکھ چھوڑا ہے اور ان کی علیحدگی کو تسلیم کرنے میں تاخیر کر رہی ہے۔

چونکہ اس مذہب کے چند پیروں کی رائے میں یہ فی الحال صوبہ میں ایک چوتھا فرقہ بننے کا اہل نہیں ہے، جس کے باعث مقامی مجلس قانون ساز میں پنجابی مسلمانوں کو جن کے پہلے ہی برائے نام اکثریت ہے مؤثر طور پر ضرور پہنچے گا، ۱۹۱۹ء میں گورنمنٹ نے سکھوں کی علیحدگی تسلیم کرنے کے لیے باضابطہ عرضداشت کا انتظار نہیں کیا۔ اب وہ قادیانیوں کی باقاعدہ عرضداشت کا انتظار کیوں کرے''۔ (ایضاص ۱۳۴ تا ۱۳۷، مکتوب محررہ یکم جون ۱۹۳۵ء)

اس طویل اور فیصلہ کن مکتوب سے درجہ ذیل امور ثابت ہوئے

۱۔ حضرت علامہ کی نظر میں مرزائی حضرات نبی کریم ﷺ کی نبوت کاملہ کے مقابلے میں ایک حریفانہ اور مخالفانہ جھوٹی نبوت کے ماننے والے ہیں۔

۲۔ نیز ان کی نبوت، نبوت خدائی نہیں بلکہ خود ساختہ ہے۔

۳۔ مسلمان پہلے دن سے مرزائیہ کی اس جھوٹی نبوت کے خلاف شدت جذبات اور سخت نفرت کرتے آئے ہیں۔

۴۔ آپ نے اس وقت کی حکومت سے پرزور مطالبہ کیا کہ وہ قادیانیوں کے خلاف مسلمانوں کے مطالبے کو سنے اور پورا کرے۔

۵۔ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس کی سرحدوں کی مکمل طور پر نشاندہی کر دی گئی ہے۔ لہٰذا اب کسی نئے نبی کی چنداں ضرورت نہیں ہوسکتی۔

۶۔ حضرت علامہ کے نزدیک کفر و اسلام میں تمیز کرنے کے لیے بہترین اور سب سے عمدہ پیمانہ عقیدۂ ختم نبوت ہے۔ جو اس کو دل وجاں سے تسلیم کرے وہ پکا مسلم اور جو اس میں شک کرے یا اس کا انکار پکا کافر۔

۷۔ حضرت علامہ کے نزدیک قادیانی برہمو سماج والوں کی مانند اور ختم منکر کے ہیں۔

۸۔ حضرت علامہ کے نزدیک قادیانی فتنہ کے سوا کوئی اور ایسا گروہ نہیں ہوا جس نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کا انکار کیا ہو۔

۹۔ آپ کے نزدیک مرزائیہ برہموسماج والوں سے بھی بدترین عقیدہ کے مالک ہیں۔

۱۰۔ اسلام کا وجود بحیثیت وجود معاشرہ یا ایک قوم، پوری طرح محمد عربی ﷺ کی ذات گرامی پر منحصر ہے۔ لہٰذا کسی نئے نبی کی بالکل ضرورت وامکان نہیں ہوسکتا۔

۱۱۔ حضرت علامہ کی نزدیک قادیانیوں کے لیے دو ہی راہیں ہیں۔

نمبر ایک: یا تو اسلام کا کھلا انکار کرتے ہوئے بہائیوں کا راستہ اختیار کرلیں یعنی اپنے کافر واقلیت ہونے کا خود اعتراف واعلان کریں۔

نمبر دو: یا پھر اسلامی عقائد خصوصاً عقیدۂ ختم نبوت کے بارے اپنی فاسد و باطل تأویلات کو ترک کرنے ہوئے اس پر وہی اعتقاد رکھیں جو شروع دن سے ساری امت محمدیہ کا ہے اور اس کے لوازمات پورے کریں۔

یعنی مرزا غلام قادیانی پر لعنت بھیج کر نبی آخر الزماں محمد عربی ﷺ کے مخلص غلام بن جائیں۔

۱۲۔ قادیانیوں نے شروع سے ہی صرف اور صرف دنیاوی اور سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لیے اسلام کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے۔

۱۳۔ آپ پورے عالم اسلام کو متنبہ کرتے رہے کہ وہ مرزائیہ کی ریشہ دوانیوں پہ نظر رکھیں۔

۱۴۔ آپ نے واضح کر دیا کہ مرزائیہ کے بانی مرزا غلام قادیانی نے اپنے مذہب کی بنیاد اسلامی عقائد کے برخلاف رکھی ہے۔

۱۵۔ قادیانی اسلامی بنیادی عقائد سے منحرف ہو چکے ہیں۔

۱۶۔ حضرت علامہ نے واضح کر دیا کہ مرزا غلام قادیانی کے نزدیک اس کے اپنے پیرو کار تازہ دودھ کی طرح ہیں، اور باقی تمام مسلمان پھٹے ہوئے دودھ کی طرح۔

۱۷۔ آپ نے واضح کر دیا کہ مرزائیہ کے بانی نے تمام مسلمانوں سے ہر قسم کا سماجی بائیکاٹ رکھنے کی تعلیم دی ہے۔

۱۸۔ آپ کے نزدیک اتنی دوری اور فاصلہ سکھ اور ہندو مذہب میں نہیں جتنا کہ اسلام اور قادیانیت میں ہے۔

۱۹۔ آپ نے پہلے ہی واضح کر دیا تھا کہ قادیانی علیحدگی کے لیے درخواست کرنے میں کبھی بھی پہل نہیں کریں۔ البتہ ان کا رویہ واضح کرتا ہے کہ انہیں الگ اقلیت قرار دیا جائے۔

۲۰۔ آپ کے نزدیک مسلمانوں کا یہ مطالبہ کہ قادیانیوں کو ایک الگ کافر اقلیت قرار دیا جائے یہ بالکل درست مطالبہ ہے، جیسا کہ آپ کے ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے۔

"مسلم فرقہ ان کو فوراً علیحدہ کرنے کے مطالبہ میں بالکل حق بجانب ہوگا۔"

گویا آپ نے اپنے ان الفاظ سے حکومتِ وقت سے پرزور مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو فوراً کافر اقلیت قرار دیا جائے۔

۲۱۔ اور ساتھ میں حکومت کو تنبیہ کر دی کہ اگر وہ ایسا نہیں کرتی تو پھر مسلمانوں کا یہ شک یقین میں بدل جائے گا کہ حکومت نے اس نئے مذہب کو اپنے کسی مقصد کے لیے رکھا ہوا ہے۔

نمبر ۱۶:

۱۹۳۵ء کو لکھے گئے اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

نبوت کے دو اجزاء ہیں۔

(۱) خاص حالات و واردات جن کے اعتبار سے نبوت، روحانیت کا ایک مقام خاص تصور کی جاتی ہے (یہ تصوف میں ایک خاص اصطلاح ہے)

(۲) ایک Socio-Politkl Institution قائم کرنے کا عمل ہے اس کا قیام Institution کا قیام گو ایک نئی اخلاقی فضا کی تخلیق ہے جس میں پرورش پا کر فرد اپنے کمالات تک پہنچتا ہے۔ اور جو فرد اس نظام کا ممبر نہ ہو یا اس کا انکار کرے وہ ان کمالات سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس محرومی کو مذہبی اصطلاح میں کفر کہتے ہیں۔ گویا اس دوسرے جزو کے اعتبار سے نبی کا منکر کافر ہے۔

دونوں اجزاء موجود ہوں تو نبوت ہے۔ صرف پہلا جزو موجود ہو تو تصوف اسلام میں اس کو نبوت نہیں کہتے اس کا نام ولائت ہے۔

ختم نبوت کے معنیٰ یہ ہیں کہ کوئی شخص بعد اسلام اگر یہ دعویٰ کرے کہ مجھ میں ہر دو اجزاء نبوت کے موجود ہیں کہ مجھے الہام وغیرہ ہوتا ہے اور میری جماعت میں داخل نہ ہونے والا کافر ہے، تو وہ شخص کاذب ہے اور واجب القتل، مسیلمہ کذاب کو قتل کیا گیا حالانکہ جیسا کہ سیوطی لکھتا ہے وہ حضور رسالتمآب کی نبوت کا مصدق تھا اور اس نے حضور رسالتمآب کی نبوت کی تصدیق تھی۔

لیڈنگ سٹرنگر Leading Strings سے مراد لیڈنگ سٹرنگر آف ریلیجن نہیں بلکہ لیڈنگ سٹرنگر آف فیوچر پرافٹس آف اسلام ہے یا یوں کہیے کہ ایک کامل الہام و وحی کی غلامی قبول کر لینے کے بعد کسی اور الہام و وحی کی غلام حرام ہے۔

بڑا اچھا سودا ہے کہ ایک کی غلامی سے باقی سب غلامیوں سے نجات ہو جائے اور لطف یہ کہ نبی آخر الزماں کی غلامی، غلامی نہیں بلکہ آزادی ہے کیونکہ ان کی نبوت کے احکام دین فطرت ہیں یعنی فطرت صحیحہ ان کو خود بخود قبول کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ احکام زندگی کی گہرائیوں سے پیدا ہوتے ہیں اس واسطے عین فطرت ہیں۔

ایسے احکام نہیں جن کو ایک مطلق العنان حکومت نے ہم پر عائد کر دیا ہے۔

اور جن پر ہم محض خوف سے عمل کرنے پر مجبور ہوں۔ اسلام کو دین فطرت کے طور پر Realise کرنے کا نام تصوف ہے۔ اور ایک اخلاص مند مسلمان کا فرض یہ ہے کہ وہ اس کیفیت کو اپنے اندر پیدا کر دے۔ اس کیفیت کو میں نے Emaivcipation سے تعبیر کیا ہے۔ (ایضاً ص ۱۴۔ ۲۱۳)

اس اقتباس سے بھی درجہ ذیل امور ثابت ہوئے۔

۱۔ حضرت علامہ کے نزدیک بھی صرف الہام و کشف کو نبوت نہیں کہتے، بلکہ اسے ولائت کا نام دیا جاتا ہے۔

۲۔ آپ کے نزدیک جو شخص سلسلہ نبوت کا ممبر نہ ہو یا اس سلسلہ کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ چونکہ مرزا غلام قادیانی نے ان دونوں جرموں کا ارتکاب کیا اس لیے وہ آپ کی اس تشریح کی روشنی میں کافر قرار پایا۔

۳۔ آپ کے نزدیک ہر وہ شخص کافر ہے جو کلمۂ اسلام پڑھ لینے کے بعد نبوت کے بیان کردہ ہر دو اجزاء کے حاصل ہونے کا مدعی ہو۔ گویا حضرت علامہ اپنی اس عبارت سے براہ راست مرزا غلام قادیانی کا ردّ اور اس کی تکفیر کر رہے ہیں کیونکہ اس نے یہ بھی دعویٰ کیا اور بے شمار مرتبہ کیا کہ اس کی طرف الہام ہوتا ہے۔

اور یہ بھی کہ جو میری جماعت میں داخل نہیں ہوگا وہ کافر ہے۔

۴۔ بلکہ صاف الفاظ میں لکھ دیا اب ایسا دعویٰ کرنے والا کذاب اور واجب القتل ہوگا۔

۵۔ پھر جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کی مثال پیش کر کے اپنے مؤقف کو مزید واضح کر دیا۔

۶۔ آگے چل کر حضرت علامہ نے کمال حکمت سے سمجھا دیا کہ جب محمد عربی ﷺ کی کامل وحی اور الہام کی غلامی قبول کر چکے تو اب اس کے بعد کسی اور وحی و

الہام کی غلامی حرام ہے۔

نمبر ۱۷:

حضرت علامہ نے جب کشمیر کمیٹی سے استعفیٰ دیا تو بعد میں مرزائیوں نے تحریک کشمیر کے نام سے الگ ایک نئی جماعت قائم کی اور اقبال کو اس کی صدارت پیش کی تو اقبال نے اس پیش کش کو ٹھکرا دیا۔

(دیکھیے زندہ رود ج ۳ ص ۵۵۔ ۵۵۴، بحوالہ سابقہ ص ۱۰۳۰)

حضرت علامہ نے قادیانیوں کو امت مسلمہ کی سالمیت کے لیے خطرہ اور انتشار کے علمبردار قرار دیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا:

''اس (امت مسلمہ) کی سالمیت اور وحدت صرف عقیدۂ ختمِ نبوت کی مرہون منت ہے۔''

(قادیانی اور جمہور مسلمان از علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ اسٹیٹسمین (دہلی) 14 مئی 1935ء مطبوعہ حرف اقبال رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ لطیف احمد خان شروانی صفحہ 104)

نمبر ۱۸:

علامہ قادیانیت کے بھیانک چہرے سے پردہ اٹھاتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس سے قبل اسلامی موبدیت نے حال ہی میں جن دو صورتوں میں جنم لیا ہے، میرے نزدیک ان میں بہائیت، قادیانیت سے کہیں زیادہ مخلص ہے کیونکہ وہ کھلے طور پر اسلام سے باغی ہے لیکن موخر الذکر اسلام کی چند نہایت اہم صورتوں کو ظاہری طور پر قائم رکھتی ہے۔ لیکن باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لیے مہلک ہے۔ اس کا حاسد خدا کا تصور کہ جس کے پاس دشمنوں کے لیے لاتعداد زلزلے اور بیماریاں ہوں، اس کا نبی کے متعلق نجومی کا تخیل اور اس کا روحِ مسیح کے تسلسل کا عقیدہ وغیرہ، یہ تمام چیزیں اپنے اندر ''ثانیاً'' ہمیں

علامہ اقبال اور ردّ مرزائیت

قادیانیوں کی حکمت عملی اور دنیائے اسلام سے متعلق ان کے رویہ کو فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ بانی تحریک نے ملت اسلامیہ کو سڑے ہوئے دودھ سے تشبیہ دی تھی اور اپنی جماعت کو تازہ دودھ سے۔ اور اپنے مقلدین کو ملت اسلامیہ سے میل جول رکھنے سے اجتناب کا حکم دیا تھا۔ علاوہ بریں ان کا بنیادی اصولوں سے انکار، اپنی جماعت کا نیا نام (احمدی)۔ مسلمانوں کی قیام نماز سے قطع تعلق، نکاح وغیرہ کے معاملات میں مسلمانوں سے بائیکاٹ اور ان سب سے بڑھ کر یہ اعلان کہ دنیائے اسلام کافر ہے، یہ تمام امور قادیانیوں کی علیحدگی پر دال ہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ وہ اسلام سے اس سے کہیں دور ہیں، جتنے سکھ، ہندوؤں سے کیونکہ سکھ ہندوؤں سے باہمی شادیاں کرتے ہیں۔ اگرچہ ہندوؤں میں پوجا نہیں کرتے۔''

(علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا خط اسٹیٹسمین (دہلی) کے نام مطبوعہ 10 جون 1935ء، حرف اقبال رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ لطیف احمد خان شروانی صفحہ 118,117)

نمبر ۱۹

حضرت علامہ، قادیانی جماعت کے بانی آنجہانی مرزا قادیانی کو ایک مذہبی سٹے باز قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ہندوستان میں کوئی مذہبی سٹے باز اپنی اغراض کی خاطر ایک نئی جماعت کھڑی کر سکتا ہے اور یہ لبرل حکومت اصل جماعت کی وحدت کی ذرہ بھر پروا نہیں کرتی بشرطیکہ یہ مدعی اسے اپنی اطاعت اور وفاداری کا یقین دلا دے اور اس کے پیرو حکومت کے محصول ادا کرتے رہیں۔ اسلام کے حق میں اس پالیسی کا مطلب ہمارے شاعرِ عظیم اکبر نے اچھی طرح بھانپ لیا تھا، جب اس نے اپنے مزاحیہ انداز میں کہا۔

گورنمنٹ کی خیر یارو مناؤ
انا الحق کہو اور پھانسی نہ پاؤ‘‘

(قادیانی اور جمہور مسلمان از علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ اسٹیٹسمین (دہلی) 14 مئی 1935ء مطبوعہ حرف اقبال رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ لطیف احمد خان شروانی صفحہ 106)

1937ء میں مسلم لیگ کے پارلیمنٹری بورڈ نے اپنے حلف نامے میں یہ شق رکھی کہ:

’’میں اقرار صالح کرتا ہوں اگر میں آئندہ پنجاب اسمبلی میں نامزد ہو کر کامیاب ہوگیا تو اسلام اور ہندوستان کے مفاد کی خاطر مرزائیوں کو دوسرے مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت قرار دیے جانے کے لیے کوشش کروں گا۔ (اقبال کے آخری دو سال از عاشق حسین بٹالوی ص 326)

حضرت علامہ بحیثیت صدر پنجاب مسلم لیگ اس کی توثیق فرما کر قادیانیت کو سیاسی سطح پر ایک اور ضرب کاری لگائی۔

’’اگر قوم کی وحدت و سالمیت کو خطرہ لاحق ہو، تو اس کے لیے صرف ایک ہی چارۂ کار رہ جاتا ہے کہ وہ انتشار انگیز قوتوں کے خلاف اپنا دفاع کرے اور اپنے دفاع کے کیا طریقے ہیں؟ مدلل تحریریں اور ایسے شخص کے دعووں کا ابطال جو اپنی اصل جماعت کی نگاہوں میں ’’مذہبی مہم جو‘‘ ہو۔ تو کیا یہ مناسب ہے کہ جس اصل جماعت کی سالمیت خطرے میں ہو، اسے برداشت کی تلقین کی جائے اور باغی گروہ کو تحفظ کے ساتھ اپنی تبلیغ جاری رکھنے کی اجازت دی جائے، خواہ تبلیغ سخت جھوٹ اور گستاخانہ عبارات سے بھی لبریز ہو‘‘۔ (قادیانی اور جمہور مسلمان از علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ اسٹیٹسمین (دہلی) 14 مئی 1935ء مطبوعہ حرف اقبال رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ لطیف احمد خان شروانی صفحہ 108)

نتیجہ بحث

قارئین کرام!

آپ غور کریں ہم نے اقبال کے اسی (۸۰) سے زائد اشعار اور انیس(19) نثری عبارات پیش کیں جن میں سے ہر ایک دوسری سے بڑھ کر عقیدۂ ختم نبوت کی ترجمانی اور مرزائیت کا ردّ بلیغ کر رہی ہے؛ گویا ان کا ایک ایک لفظ قادیانیت شکن اور عدمِ اجرائے نبوت کی بہترین وضاحت کر رہا ہے۔

مگر رب تعالیٰ کی بے شمار لعنت ہو اس لعین طائفہ مرزائیہ پر کہ جس نے اقبال جیسے مفکر کو بھی نہ بخشا، اپنے باطل مذہب کی دیواروں کو بے جا سہارا دینے کی غرض سے اور اہل اسلام کی آنکھوں میں مٹی ڈالنے کے لیے ان پر بھی اجرائے نبوت کا بہتان ٹھونس دیا۔ لعنۃ اللہ علیہم

جواب نمبر ۳:

جہاں تک زیر بحث مرزائیہ کی طرف سے نقل کردہ عبارات و اشعار کا تعلق ہے نہ تو ان سے اجراء نبوت ثابت ہو رہا ہے نہ ہی ان کا یہ مقصد ہے، بلکہ حضرت علامہ اپنی ان عبارات کے ذریعے امت کے شعور اور خودی کو پیدا کرنے کے خواہش مند ہیں جیسا کہ آپ نے عمر بھر اس مضمون وعنوان پہ بے حد لکھا ہے اور کمال لکھا ہے۔ اور مرزائیہ کا یہ کہنا کہ اقبال کی منشا و مراد کا مصداق مرزا غلام قادیانی ہے، یہ سراسر جھوٹ اور دھوکہ دہی ہے۔ اس لیے کہ حضرت علامہ نے تو ایک دو بار نہیں بلکہ درجنوں بار مرزا غلام قادیانی اور اس کے باطل مذہب کا وا شگاف الفاظ میں ردّ کیا ہے۔ جیسا کہ جواب نمبر ۱ اور دو میں تفصیلاً گزر چکا ہے۔

تکمیل:

7 اگست 2021ء بروز ہفتہ دن 4:00

مصنف کی دیگر کتب

الحج القاطعہ فی ردالبراہین الواضحہ معروف بہ منکرین بعدازنماز جنازہ کاردبلیغ	(مطبوعہ)
سراپائے مصطفیٰ ازکلام رضا	(مطبوعہ)
امیر کاذباں مرزائے قادیاں	(مطبوعہ)
مسلمانوں اور مرزائیوں میں فرق	(مطبوعہ)
صنعتِ تجنیس اوراعلیٰ حضرت کی قادرالکلامی	(مطبوعہ)
آیت ختم نبوت وردّ مرزائیت	(مطبوعہ)
فیض بخشش (نعتیہ دیوان)	(زیرطبع)
الفرقان فی ردفتنہ قادیان (مجلد)	(غیرمطبوعہ)
معیارِ نبوت وردِ مرزائیت	(غیرمطبوعہ)
حقانیت اہلسنّت	(غیرمطبوعہ)
صحابیات رسول کی علمی وفقہی خدمات	(غیرمطبوعہ)
فیض نوراردوترجمہ درِمنثور (تاریخ مدینہ)	(غیرمطبوعہ)
شرفِ صحابیت اردوترجمہ تحقیق منیف الرتبہ	(غیرمطبوعہ)
البیان المقبول فی نسب الرسول	(غیرمطبوعہ)
الدقائق فی الحدائق معروف بہ ”حدائق بخشش بحرِ بلاغت“	(غیرمطبوعہ)
مقالاتِ عالیہ درمدح امیر معاویہ	(غیرمطبوعہ)
تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنتی ہیں	(غیرمطبوعہ)
بسم اللہ شریف کی تفسیر	(غیرمطبوعہ)
مقالاتِ فیضیہ	(غیرمطبوعہ)